بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نگران اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

محدث دہلی

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

نمبر ۱۱	بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۱ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۴۲ء	جلد ۹

ماہِ صفر و ربیع الاول کی دو یادگاریں

ماہ ذی الحجہ میں اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی بے نظیر قربانیوں کی یادگار منائی گئی۔ وہ جس شان سے بھی منائی گئی، بہرحال وہ ایک شرعی اور مسنون چیز تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منایا اور امت کو ترغیب و تاکید کے ساتھ اس کے منانے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ نے اور صحابہؓ کے بعد تابعین نے "تابعین کے بعد تبع تابعین" ائمہ مجتہدین، عامۂ مسلمین نے۔ الغرض ہر زمانے اور ہر طبقے کے مسلمانوں نے اس سنت پر عمل کیا۔ لیکن اس کے بعد ہی جب محرم کا مہینہ شروع ہوا تو ایک دوسری یادگار منائی گئی جو پہلی یادگار کے بالکل برعکس تھی، ابنِ خلیلؑ کی یادگار میں اگر اپنی جرأت، مردانگی، بہادری، نڈری اور جاں نثاری کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی تھی تو ابنِ "شیرِ خدا" کی غیر مشروع اور بزدلانہ یادگار منا کر سب پر پانی پھیر دیا گیا۔ پہلی جتنی زیادہ شرعی، موکد اور افضل تھی، دوسری اتنی ہی زیادہ ممنوع، ناجائز اور گناہوں کا موجب تھی، یعنی ماہِ ذی الحجہ میں قربانیوں کے ذریعہ جتنا ثواب کمایا تھا، ماہ محرم میں رسمِ تعزیہ داری کی بدولت اس سے بھی زیادہ گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر لادلیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان نادان مسلمانوں کی بدقسمتی کا باب ابھی یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ ابھی تو سال بھر میں نہ معلوم کتنی رسمیں ادا

کریں گے. کتنی یادگاریں منائیں گے. کتنی بے سروپا باتوں، من گھڑت قصوں کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر اپنی گاڑھی کمائی کے پیسے برباد کریں گے ——— آخر یہ "آخری بدھ" کی خوشی منانے کی رسم سوائے جہالت کا مظاہرہ کرنے کے اور کیا ہے؟ نہ معلوم کہاں سے، اور کیونکر لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ "صفر کے مہینے میں آخری بدھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صحتیاب ہوکر سیر و تفریح کے لئے نکلے تھے" حالانکہ سوائے اس کے کہ شیطان نے گمراہی میں ڈالنے کیلئے کسی موقع پر لوگوں میں یہ بات مشہور کردی ہو اور کوئی سند اس کی نہیں ہے نہ کسی حدیث میں ہے، نہ تاریخ میں، نہ سیرت میں نہ کسی معتبر عالم کی کتاب میں، یہ تو محض کسی من چلے کی گپ ہے اور بس! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں بعض جو معتبر اور مستند کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں تو لکھا ہے کہ حضورؐ کی وہ آخری بیماری جس سے آپ صحتیاب نہ ہوسکے، اور اسی مرض کی حالت میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس کا سلسلہ اسی صفر کی ۱۸۔ یا ۱۹ تاریخ کو بدھ ہی کے[1] دن شروع ہوا تھا۔ اور آہستہ آہستہ یہ مرض اتنا بڑھا کہ جناب رسالتمآبؐ کو غشی پر غشی آجایا کرتی تھی۔ چند ہی دنوں کے بعد حضورؐ اتنے کمزور ہوگئے کہ نماز ادا کرنے کیلئے مسجد میں جانا بھی دشوار ہوگیا۔ حالانکہ آپؐ کا حجرہ مسجد سے بالکل متصل تھا۔ آپ کی بے چینی اور تکلیف کو دیکھ کر آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا اور بے اختیار بول اٹھیں وَا کَرْبَ آبَاہ (ہائے میرے باپ کی بے چینی!) آخر اس کرب و الم کی حالت میں تقریباً ۱۳ روز کے بعد **ربیع الاول** کے شروع میں آپ انتقال فرما گئے اور خدائے حیّ و قیوم کا یہ فرمان صادق آیا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (پ ۲۳ س زمر ع ۴) یعنی اے پیغمبر تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

دوستو! تاریخ کی اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ذرا غور تو کرو کہ شیطان نے تم کو گمراہی کے کس عمیق گڑھے میں لیجا کر گرایا ہے۔ یعنی جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض الموت کا حملہ ہوتا ہے۔ جس دن سرور دو عالمؐ کی آخری تکلیف و بے چینی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس دن فخر کائناتؐ بستر علالت پر اس طرح لیٹتے ہیں کہ پھر نہیں اُٹھتے ——— ٹھیک اسی دن تم خوشیاں مناتے ہو، میلے لگاتے ہو، سویاں پکاتے ہو، قسم قسم کی مٹھائیاں کھاتے اور کھلاتے ہو، سیر و تفریح کو جاتے ہو، صید و شکار کے لئے نکلتے ہو، الغرض عید و بقرعید کی طرح اسے بھی ایک تہوار کا دن سمجھتے ہو ——— بھلا سوچو تو سہی کہ جس کے دل میں ایمان، اور ایمان کی ذرہ برابر بھی حرارت باقی ہوگی وہ کبھی گوارا کرسکتا ہے کہ اس دن خوشیاں منائے۔ اور عید بقرعید کی طرح اسے بھی کوئی تہوار کا دن سمجھے۔ یہ تو یقیناً اسی شخص کا کام ہوسکتا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بجائے عداوت ہو۔ جس کے دل میں آپ کی الفت و جذبۂ فداکاری کے بجائے دشمنی و مخالفت کی آگ سلگ رہی ہو۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ یہ "آخری چہار شنبہ" یا "آخری بدھ" کی رسم محض شیطانی وسوسہ ہے جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان کے دلوں میں پیدا کردیا گیا ہے۔

[1] دیکھو سیرۃ النبی جلد ۲ مؤلفہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم ۱۲ منہ

پس مسلم بھائیو! اس بے بنیاد اور بالکل بے ثبوت اور بیہودہ رسم کو چھوڑ دو۔ یہ خیال مت کرو کہ ہمیشہ سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں تو اب ہم کیسے چھوڑ دیں۔ یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (پ۲ س بقرہ ع۲۱) یعنی جب ان کافروں سے کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم (اپنے پیغمبر کے پاس) بھیجا ہے اس پر چلو تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (اللہ تعالیٰ ان کی اس بات کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) کیا (ہر حالت میں یہ لوگ اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ پر چلیں گے) اگرچہ ان کے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں" دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ صاف لفظوں میں فرمایا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ (پ۲۱ س لقمان ع۳) یعنی بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر واقفیت اور بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کو مانو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اس راستہ پر چلیں گے، جس پر ہم نے اپنے باپ دادا اور بڑے بوڑھوں کو پایا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) کیا اگر شیطان ان کے باپ دادا کو دوزخ کے عذاب کی طرف (یعنی گمراہی کی طرف) بلاتا رہا ہو تب بھی یہ لوگ انھیں کی پیروی کرینگے؟

مطلب یہ ہے کہ حق کے مقابلہ پر باپ دادا کی پیروی کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر باپ دادا کے عمل پر کوئی شرعی دلیل قائم ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کے مطابق ہو تو بیشک اس کو مضبوطی سے تھامے رہنا چاہیئے۔ لیکن جو بات بے دلیل، بے سند اور بالکل بے اصل ہو اس میں باپ دادا کے راستہ پر چلنا سراسر جہالت بلکہ گمراہی اور ضلالت ہے۔

یہ تو اس یادگار کا تذکرہ تھا جو اسی صفر کی آخری تاریخوں میں منائی جائیگی لیکن اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی وہ یادگار بھی ہے جو ابھی آنیوالے مہینے کی بارہویں تاریخ کو ہندوستان کے طول وعرض میں "عید میلاد النبیؐ" کے نام سے بڑی دھوم دھام سے منائی جائیگی۔ کافوری شمعیں روشن کی جائینگی، بجلی کے قمقمے جلائے جائیں گے اور اگر یہ میسر نہ آئے تو کم از کم گیس کے ہنڈے یا بہت ساری موم بتیوں ہی سے یہ سماں پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اگر بتیوں سے ساری فضا بسا دی جائے گی عطر بیز خوشبوؤں سے پوری مجلس مہک رہی ہوگی، کسی ممتاز جگہ پر چند ڈاڑھی منڈے قوال، خوش آواز اور خوش الحان گویے "اچھی اچھی" نعتیں سنانے والے" استاد" حلقے میں بیٹھکر نعتیہ غزلیں گائیں گے۔ کسی "بزرگ" کو حال آئیگا اور وہ زور سے

"اِلَّا اللہ" کا نعرہ لگا کر اچھل پڑینگے اور ساری مجلس کو اپنی طرف متوجہ کرلیں گے۔ اس "ہُو ہا" کے بعد کوئی "مولانا صاحب" یا "شاہ صاحب" منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اور "مولود سعیدی" یا اسی قسم کی کوئی دوسری کتاب، جو جھوٹی حدیثوں، غلط روایتوں اور بالکل بے ثبوت اور بے اصل قصوں سے بھری ہوئی ہے پڑھ پڑھکر حاضرین کو سنائیں گے۔ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "تولد" کا ذکر آئیگا، اور "مولانا صاحب" یا "شاہ صاحب" فرمائیں گے ؎

آمد آمد ہے رسولِ پاک کی ✣ آمد آمد ہے شہِ لولاک کی

تو یہ حضرت خود اور ان کے ساتھ سارا مجمع کھڑا ہو جائیگا اور پھر "درود و صلوات" کا ایک شور برپا ہو جائیگا۔ جب یہ مجلس ختم ہو جائیگی تو صاحبِ خانہ کی طرف سے کسی قسم کی شیرینی تقسیم ہوگی اور حاضرین "تبرکات" کی ایک ایک پیالیاں لے کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آجائیں گے۔ بس یہ ہے جشنِ میلاد، اور یہ ہے اس کی کل کائنات!

~~~ ✣ ~~~

دوستو! ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ذرا انصاف اور خدا ترسی کے ساتھ اس حقیقت پر غور کرو، کہ آخر یہ کس الوالعزم پیغمبر کی پیدائش کا دن منارہے ہو، سنو! یہ وہ پیغمبر ہیں جن کی شان میں فرمایا گیا لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ۝ (پ ۲۱ س احزاب ع ۳) یعنی اللہ کے رسول ایک بہترین نمونہ ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝ (پ ۲۸ سورہ حشر ع ۱) یعنی جو کچھ رسول دیں اُسے لیلو (جو کچھ بتائیں اس پر عمل کرو) اور جس چیز سے منع کردیں (جس کام کی اجازت نہ دیں) اس سے باز رہ جاؤ۔ اور (رسولؐ کی تعلیم کے خلاف راستہ اختیار کرنے ہیں) اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ (ایسے نافرمانوں کو) سخت عذاب کرنیوالا ہے۔" قرآن مجید کی یہ دونوں آیتیں اور اس کے علاوہ دوسری بہت سی آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زندگی کے ہر کام کیلئے پیشوا اور نمونہ تھے۔ بس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار اس طرح منانی چاہیئے جس سے ہمیں معلوم ہو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہماری زندگی کے کیا کیا اصول بتلائے ہیں صرف نماز، روزے اور دیگر عبادات ہی میں نہیں، بلکہ سیاست اور معاشرت کے ہر شعبے میں ہمارے لئے آپ کا نمونۂ عمل موجود ہے۔ ہماری صورت و شکل، پہننا اوڑھنا، چلنا پھرنا، ہنسنا بولنا، کھانا پینا، جینا مرنا سب کچھ رسولؐ کی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ماں باپ کا حق اولاد پر، اولاد کا حق ماں باپ پر، چھوٹے کا بڑے پر، بڑے کا چھوٹوں پر، بیوی کا شوہر پر، شوہر کا بیوی پر۔ ایک قوم کا دوسری قوم پر، زبردست کا کمزور پر، کمزور کا زبردست پر، غریب کا مالدار پر، مالدار کا غریب پر۔ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر، ایک قوم کا دوسری قوم پر، کافر کا مسلمان پر، مسلمان کا کافر پر۔ رعایا کا بادشاہ پر، بادشاہ کا رعایا پر کیا حق ہے؟ لین دین کا، نکاح طلاق کا۔ تجارت زراعت کا، عدالت شہادت کا۔ غرض دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جس میں رسول اللہ
~~~

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو راستہ نہ بتادیا ہو، لیکن آج جس طریقے سے ہم آپ کی پیدائش کا دن مناتے ہیں کیا اس سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر اس فضول حرکت سے کیا حاصل؟

میلاد کا یہ طریقہ جو آج دنیا میں مروج ہے، جسے عام طور پر مسلمان ایک بڑی عبادت اور ثواب کا کام سمجھ کر کر رہے ہیں۔ یہ تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، شریعت میں اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ اس طرح میلاد منانے والے تو اپنی آخرت بگاڑ رہے ہیں۔ ذرا سوچو تو سہی! کہ اپنی پیدائش کے بعد سے تقریباً ۶۳ سال اور نبی ہونے کے بعد ۲۳ سال تک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں زندہ رہے اور ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آیا۔ اور ہر بار اس کی بارہویں تاریخ بھی آئی، لیکن کسی ایک سال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی میلاد کا جشن نہیں منایا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے سچے جانشین اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت تقریباً تیس سال تک رہی، اور ہر سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ آئی لیکن کسی ایک سال بھی یہ "جشن" نہیں منایا گیا۔ خلفاء راشدین کے بعد بھی کسی صحابی، کسی امام، کسی محدث، کسی مستند فقیہ اور مجتہد نے یہ جشن نہیں منایا۔ کیا ان تمام خلفاء تمام صحابہؓ، تمام ائمہؒ اور محدثین میں سے کسی کو بھی اللہ کے رسولؐ سے محبت نہیں تھی؟ اور تو اور خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی، ان کی تمام زندگی میں کسی ایک سال بھی اس قسم کا جشنِ میلاد ثابت نہیں ہے۔ کیا تم ان سے بھی بڑھکر محبِ رسول ہو؟ اگر نہیں تو پھر آخر یہ کیسی تقلید ہے؟ کہ جس کام کو امام صاحبؒ نے اپنی ستر سال کی زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی نہ کیا ہو اور نہ کرنے کا حکم دیا ہو، تم اس کو ہر سال اور ہر سال ہی نہیں بلکہ سال میں کئی کئی بار کرتے ہو۔

دوستو! سن لو کہ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سو سال کے بعد اربل کے ایک بادشاہ نے اپنی ناموری و شہرت کیلئے ایجاد کیا تھا (تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۳۶) اب خود سوچو کہ جو کام نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو، نہ آپ کے خلفاء راشدینؓ نے نہ صحابہؓ نے نہ اماموںؒ نے بلکہ ایک دو نہیں، سو دو سو نہیں، پورے **چھ سو برس** کے بعد پیدا ہوا ہو، بھلا وہ کام شرعی اور دینی کیسے ہوسکتا ہے؟ ایسے ہی کاموں کو جن کو لوگ اپنی ناواقفیت سے دینی کام سمجھ لیں، لیکن حقیقت میں ان کا کوئی ثبوت نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، نہ خلفاء راشدین اور صحابہ کے قول و فعل سے ہو۔ شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے۔ بتایئے جب اس قسم کی مجلس میلاد نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، اور نہ آپ کے خلفاء راشدین و صحابہؓ سے بلکہ آپ کے چھ سو برس کے بعد کی پیدا وار ہے تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟ چنانچہ علامہ ابن الحاج اپنی کتاب مدخل میں لکھتے ہیں وَمِنْ جُمْلَۃِ مَا اَحْدَثُوْہُ مِنَ الْبِدَعِ مَعَ اعْتِقَادِہِمْ اَنَّ ذَالِكَ مِنْ اَکْثَرِ الْعِبَادَاتِ وَاِظْہَارِ الشَّعَائِرِ مَا یَفْعَلُوْنَہٗ فِیْ شَہْرِ الرَّبِیْعِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمَوْلِدِ وَقَدِ احْتَوٰی ذَالِكَ عَلٰی بِدَعٍ وَّمُحَرَّمَاتٍ انتہٰی

یعنی ربیع الاول کے مہینے میں جو جشنِ میلاد منایا جاتا ہے یہ بھی انھیں بدعات و مُحدثات میں داخل ہے جن کو لوگ عبادات اور شعائر دینی میں سے سمجھ کرتے ہیں اور میلاد کی یہ بدعت اپنے ساتھ دوسری بہت سی بدعتوں اور حرام کاموں کو لپیٹ لیتی ہے۔ حضرت شیخ تاج الدین فاکہانی فرماتے ہیں لَا اَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ اَصْلًا فِيْ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ وَّلَا يُنْقَلُ عَمَلُهٗ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ الَّذِيْنَ هُمُ الْقُدْوَةُ فِي الدِّيْنِ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِاٰثَارِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ وَشَهْوَةُ نَفْسٍ اِعْتَنٰى بِهَا الْاَكَّالُوْنَ انتھیٰ یعنی اس میلادِ مروج کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں، اور نہ ان علمائے امت سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے جو دینی امور میں ہمارے پیشوا ہیں جو ہر دینی کام میں اپنے متقدمین (صحابہ و تابعین) کے نقش قدم کے پیرو تھے، بلکہ یہ تو ایک ایسی بدعت ہے جس کو نفس پرستوں اور پیٹ کے بندوں نے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کیلئے نکال لیا ہے۔"

بدعت کی برائی کا اندازہ صرف اسی ایک حدیث سے ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میدانِ محشر میں جب میں حوضِ کوثر پر اپنی امت کو سیراب کرنے کیلئے موجود ہونگا تو کچھ لوگ میرے حوض پر آنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن فرشتے ان کو روک دیں گے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی باتیں (بدعتیں) پیدا کرلی تھیں۔ تو میں بھی ان کو دور سے پھٹکار دونگا، اور کہونگا کہ ہاں ہاں! ان کو دور ہی رکھو (بخاری مسلم) مسلمانو! غور کرو کہ ایک بدعت کو رواج دینے کا جو انجام ہوگا وہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ جس کام سے خود جناب رسالتمآبؐ ہی ناراض ہوں اور جس سے خود حضوری کی نظرِ رحمت سے محرومی کا ڈر ہو، بھلا وہ کام کیونکر ثواب اور دین کا ہو سکتا ہے۔ پس اس بدعت سے باز آؤ، اور جس طرح تم آجکل مولود کی رسم مناتے ہو اسے قطعاً چھوڑ دو، اللہ سے توبہ کرو اور آئندہ سے راہِ مستقیم پر چلنے کا عہد کرو۔ اگر کوئی مُلّا، مولوی تمہیں بہکانے کی کوشش کرے تو صاف صاف کہدو کہ قرآن حدیث یا کم سے کم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا چاروں اماموں میں سے کسی امام کے حالات اور سوانحعمری میں ہم کو دکھا دو کہ انھوں نے کبھی بھی اس طرح سے میلاد کیا ہو، اگر انھوں نے نہیں کیا تو ہم بھی نہیں کرتے۔

ہاں اگر صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار منانا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ سال بھر میں ایک دن یا دو چار دن قوالوں کو بلوا کر نعت سن لو، یا "مولود سعیدی" پڑھوا کر اس کے جھوٹے قصوں پر اعتقاد جمالو۔ بلکہ ہر ہر بات کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تلاش کرو، اپنی شکل و صورت، رفتار و گفتار، لین دین، کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، ملنے جلنے، غرض زندگی کے ہر لمحے میں مجسم یادگار بن جاؤ۔ دیکھنے والے تمہیں دیکھکر ہی کہدیں کہ بیشک یہ اس نبیؐ کے پیرو ہیں جس نے دنیا کو امن و راحت کا پیغام دیا، جو اخلاق و شرافت کا مجسمہ تھا جس نے اپنی زندگی کی تھوڑی سی

مدت میں سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی۔ جس نے درندوں کو انسان، اور انسانوں کو اشرف ترین انسان بنادیا۔ جس نے عرب کے بادیہ نشینوں اور اونٹ کے چرواہوں کو قیصر و کسریٰ کی باجبروت حکومتوں کا تخت نشین بنادیا۔ جس نے رنگ ونسل قوم ووطن کے امتیازات اور تفاخر جاہلیت کو مٹا کر صرف ایمان اور تقویٰ کو معیار شرافت قرار دیا۔ جس نے امانت میں خیانت کو بے ایمانی، اور عہد کر کے بدعہدی کو بے دینی کا درجہ دیا۔ جس نے صدیوں کی ذہنی غلامی اور دماغی محکومی کو صرف حریت آشنا ہی نہیں بلکہ حریت آموز بنادیا۔ جس نے مدتوں کے بچھڑے ہوئے دلوں اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کا جاں نثار و مددگار بنادیا۔ جس نے پتھروں سے مار مار کر لہو لہان کردینے والے کافروں کے حق میں بھی بددعا نہیں کی، جس نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ جیسی مقدس زمین پر ہر طرح کی اذیتیں پہنچانے والوں، میدان احد میں پیشانی مطہر کو زخمی اور دندان مبارک کو شہید کرنے والوں، وطن سے بے وطن ہوجانے پر بھی ایک لمحہ چین سے نہ بیٹھنے دینے والوں کو اپنا پورا اقتدار واختیار حاصل ہوجانے کے باوجود لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (جاؤ آج تم سب کو معافی ہے) کا مژدہ سنایا۔ ؎

خطا کار سے درگزر کرنے والا — بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا — قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

جس نے اپنے پیروؤں کو رنج وراحت، مرض وصحت، غمی وخوشی، امیری وغریبی، تنگدستی وفارغ البالی زندگی وموت غرض ہر لمحے اور ہر سانس میں صرف خدائے واحد ہی کے سامنے جھکنے کی تعلیم دی۔ ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔